حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی عظمت

(فرمودہ ۲۵۔ جنوری ۱۹۵۴ء)

مورخہ ۲۵ جنوری ۱۹۵۴ء کو بعد نماز عصر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی نے مکرم چوہدری کرم الٰہی صاحب ظفر مبلغ سپین کا نکاح مسماۃ رقیہ شمیم بشریٰ بنت مکرم ماسٹر محمد اسحٰق صاحب ہیڈ ماسٹر گورنمنٹ ہائی سکول فورٹ عباس ریاست بہاولپور کے ساتھ بعوض تین ہزار روپیہ مہر پڑھا۔

خطبہ مسنونہ کی تلاوت کے بعد فرمایا :

نکاح تو ہوتے ہی رہتے ہیں مگر ان نکاحوں کے ساتھ بہت کچھ اونچ نیچ بھی ہوتی ہے۔ بعض دفعہ ایسا ہوتا ہے کہ لڑکے اور لڑکی والے دونوں تقویٰ کے نام پر وجاہت پسندی میں مشغول ہوتے ہیں۔ یعنی نام اس کا تقویٰ رکھ دیتے ہیں لیکن حقیقتاً وہ تقویٰ کے ساتھ دور کا تعلق رکھنے والی بات بھی نہیں ہوتی۔ مثلاً ایک مالدار لڑکی ہوتی ہے اور کوئی شخص اس سے شادی کرنا چاہتا ہے اب اس کے دل میں تو یہ ہوتا ہے کہ اس لڑکی سے شادی کر لینے کے نتیجہ میں مال و دولت اس کے ہاتھ آجائیں گے لیکن وہ خود اور اس کے متعلقین جب لوگوں سے بات کریں گے تو اس رنگ میں کریں گے کہ یہ لڑکی بڑی دیندار ہے اس لئے وہ چاہتے ہیں کہ یہ رشتہ حاصل کیا جائے۔ گویا دیندار مالدار لڑکی ہی ہوتی ہے کوئی غریب لڑکی دیندار نہیں ہو سکتی۔ یہی لڑکی والوں کا حال ہوتا ہے وہ خیال کرتے ہیں کہ اگر ان کی لڑکی کا نکاح فلاں لڑکے سے ہو جائے تو وہ آسودہ حال ہو جائیں گے لیکن گردو پیش کے حالات سے ڈرتے ہوئے اور اس چیز سے خوف کھاتے ہوئے کہ اگر وہ دنیا داری کو ظاہر کریں گے تو لوگ کیا کہیں گے وہ رنگا رنگ کے پردے

ڈال کر باتیں کرتے ہیں اور کہتے ہیں فلاں لڑکا بڑا متقی ہے بڑا مخلص ہے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ ہماری لڑکی کا رشتہ اس سے ہو جائے۔ حالانکہ متقی اور دیندار لڑکے غریب بھی ہو سکتے ہیں دیندار اور متقی ہونے میں امیری کیا شرط ہے۔ یہ طبقہ اپنے حالات کے لحاظ سے بہت ہی قابل افسوس ہوتا ہے اور مجھے تو ان لوگوں سے خاص طور پر تنفر ہوتا ہے کہ وہ دین کو دنیوی اغراض کے لئے ڈھال بناتے ہیں۔ اگر لڑکی والے کہیں کہ وہ اپنی لڑکی کی کسی مالدار لڑکے سے شادی کرنا چاہتے ہیں یا لڑکے والے کہیں کہ وہ اپنے گھر کوئی مالدار بہو لانا چاہتے ہیں تو چاہے اسے کوئی شخص کتنا ہی معیوب قرار دے ہم اسے دین کی فروخت نہیں سمجھیں گے اگرچہ یہ اچھی خواہش نہیں ہوگی کہ کوئی کہے میں اپنی لڑکی کی شادی کسی مالدار لڑکے سے کرنا چاہتا ہوں یا میں اپنے گھر مالدار بہو لانا چاہتا ہوں کم از کم اس نے اپنا دین تو نہیں بیچا سیدھے سادے طور پر اپنی خواہش کو ظاہر کر دیا۔ لیکن جب مال کو تقویٰ کے پردہ میں لینے کی کوشش کی جائے تو یہ نہایت افسوس ناک بات ہوتی ہے۔

پھر ان سے بھی گھٹیا قسم کے وہ لوگ ہوتے ہیں جو دین کی ظاہراً حقارت کرتے ہیں یعنی ایک شخص جو اپنی زندگی دین کی خدمت کے لئے لگا دیتا ہے اسے اپنی لڑکی دینا پسند نہیں کرتے وہ اس سے گریز کرتے ہیں۔ گویا ان کے نزدیک جس شخص کی جیب میں روپے ہوں وہ تو قیمتی وجود ہے لیکن اگر اس کے دل میں نور ہو تو وہ قیمتی نہیں۔ آخر جو شخص اپنی زندگی وقف کرتا ہے اور اسے دین کے لئے لگا دیتا ہے اور دوسرا شخص خدا تعالیٰ سے دور ہوتا ہے یا اس قدر قریب نہیں ہوتا جتنا ایک زندگی وقف کرنے والا تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک مؤمن خدا کا قرب حاصل کرنے والے کو تو حقارت کی نگاہ سے دیکھے اور اس سے نسبتاً خدا تعالیٰ سے دور شخص کو عظمت اور عزت کی نگاہ سے دیکھے۔

رسول کریم ﷺ کو دیکھ لو آپ نے ابھی نبوت کا دعویٰ بھی نہیں کیا تھا کہ حضرت خدیجہؓ نے جو ایک مالدار عورت تھیں آپؐ سے شادی کی خواہش ظاہر کی۔ حضرت خدیجہ کے پاس دولت تھی اور رسول کریم ﷺ غریب تھے لیکن آپؐ نے حضرت خدیجہ کے مالدار ہونے کی وجہ سے ان سے شادی کی خواہش کا اظہار نہیں کیا بلکہ خود حضرت خدیجہؓ نے رسول کریم ﷺ سے شادی کی خواہش کی۔ عربوں میں ہمارے ملک کی طرح اتنی شرم نہیں تھی کہ ان کی عورتیں منہ سے بولیں ہی نہیں مگر پھر بھی عرب عورتیں مردوں کی نسبت زیادہ شرم کرتی ہیں۔

انہوں نے اپنی ایک سہیلی کو بیچ میں ڈالا اور اس سے کہا وہ معلوم کرے کہ اگر انہیں شادی کی تحریک کی جائے تو کیا وہ راضی ہو جائیں گے۔ رسول کریم ﷺ کو ابھی روحانی برتری حاصل نہیں ہوئی تھی صرف اخلاقی برتری آپ کو حاصل تھی اور لوگ آپ کو دیانتدار، سچا اور امین سمجھتے تھے۔ آپ کا خدا تعالیٰ سے تعلق کا ابھی اظہار نہیں ہوا تھا لیکن محض آپ کی دیانت اور امانت کو دیکھ کر اس مالدار عورت نے جو مکہ کے بڑے مالداروں میں سے ایک تھیں خود تحریک کی کہ آپ اس سے شادی کرلیں۔ پھر خالی شادی کی ہی تحریک نہیں کی کیونکہ ہو سکتا ہے کہ ایک مالدار عورت کسی غریب مرد سے شادی کا اظہار کرے مگر اس کے دل میں یہ ہو کہ اس کے پاس کھانے پینے کو تو ہے ہی اگر کوئی معقول آدمی مل جائے جس سے وہ شادی کرلے تو اسے دولت کی ضرورت نہیں وہ سمجھتی ہے روپیہ میرے پاس ہے اور عقل اور سمجھ اس کی ہوگی اور اس طرح زندگی آرام سے گزر جائے گی۔ یہ جذبہ بھی اپنی جگہ پر برا نہیں لیکن حضرت خدیجہؓ کا جذبہ بہت اعلیٰ تھا۔ کیونکہ جب حضرت رسول کریم ﷺ کی شادی ان سے ہوئی تو انہوں نے جلد محسوس کرلیا کہ ان کی شادی ایسے شخص سے ہوئی ہے جو غیرت مند ہے۔ اس کے پاس پیسہ بھی نہیں اور میرے پاس بڑی دولت ہے میں اس کے آگے کھانا رکھوں گی تو اس کے ذہن پر یہ اثر ہو گا کہ یہ کھانا اس کی بیوی نے دیا ہے، میں اسے کپڑے بنا کردوں گی تو وہ سمجھے گا یہ اس کی بیوی نے بنا کر دیئے ہیں میں اسے روپے دوں گی تو وہ سمجھے گا یہ اس کی بیوی نے دیئے ہیں اور وہ یہ بات برداشت نہیں کرے گا کیونکہ خدا تعالیٰ نے اسے غیرت مند بنایا ہے۔ چنانچہ حضرت خدیجہؓ نے شادی کے بعد رسول کریم ﷺ سے عرض کیا (ہم تو آپ کو رسول کریم ﷺ کہتے ہیں لیکن اس وقت تک آپ کو یہ مقام عطا نہیں ہوا تھا کیونکہ یہ رسالت سے پندرہ سال پہلے کی بات ہے) کہ میں ایک خواہش کا اظہار کرتی ہوں آپ اسے قبول فرمالیں۔ آپ نے فرمایا کیا بات ہے۔ حضرت خدیجہؓ نے کہا میں گواہوں کو بلا کر اپنا سارا مال آپ کو دینا چاہتی ہوں آپ جس طرح چاہیں خرچ کریں۔ شاید یہ بات بھی رسول کریم ﷺ پر گراں گزرتی مگر حضرت خدیجہؓ نے عرض کیا میں اپنے سارے غلام بھی آپ کو دیتی ہوں۔ رسول کریم ﷺ چونکہ غلامی کو پسند نہیں فرماتے تھے اس لئے یہ بات بھی اس بات کا محرک ہوگئی کہ آپ حضرت خدیجہؓ کی پیشکش کو قبول فرمالیں۔ آپ نے فرمایا خدیجہ! تم خوب سوچ سمجھ لو ایسا نہ ہو کہ بعد میں پچھتاؤ۔ میں غلام رکھنا پسند نہیں کرتا اگر تم نے اپنے غلام مجھ کو دے دیئے تو میں

فوراً انہیں آزاد کردوں گا۔ حضرت خدیجہؓ نے کہا مجھے منظور ہے۔ چنانچہ حضرت خدیجہؓ نے اپنا سارا مال اور سارے غلام آپ کو دے دیئے اور آپ نے اسی وقت سارے غلاموں کو آزاد کر دیا۔ [1] اب آپ نے جس وقت یہ فرمایا اگر تم نے اپنے غلام مجھے دے دیئے تو میں غلامی کو پسند نہیں کرتا میں انہیں آزاد کردوں گا تو حضرت خدیجہؓ سمجھ گئی ہوں گی کہ میری دولت نہ میرے کام آئے گی نہ ان کے کام آئے گی یہ تو دولت کو لٹا دینے والی بات ہے۔ جب رسول کریم ﷺ کو پہلا الہام ہوا تو حضرت خدیجہؓ نے فرمایا آپ تو مظلوموں کی حمایت کرتے ہیں جو لوگ جائز طور پر مقروض ہوتے ہیں آپ ان کے قرض اتارنے میں ان کی مدد کرتے ہیں جن میں بوجھ اٹھانے کی ہمت نہیں ہوتی آپ ان کے بوجھ اٹھانے میں مدد دیتے ہیں [2] اس کا مطلب یہ تھا کہ آپ اپنی ساری آمد خدا کے رستہ میں خرچ کر دیتے ہیں اس کے بعد حضرت خدیجہ کی زندگی امیروں والی نہیں تھی۔

پس حضرت خدیجہ نے صرف یہی نہیں کیا کہ ایک غریب شخص سے شادی کی بلکہ اس کے ساتھ شادی کرنے کے بعد انہوں نے اس بات کو بھی نظرانداز کر دیا کہ ان کا مال ان کے لئے آرام کا موجب ہوگا وہ بھی اپنے خاوند کے حوالہ کر دیا کہ وہ اسے لٹا دے۔ یہی وہ چیز تھی جس کی وجہ سے رسول کریم ﷺ کے دل میں آپ کی انتہائی محبت تھی۔ آخر زندگی میں بھی حضرت خدیجہ کا بڑا ادب اور عزت اور احترام تھا مدینہ کی طرف ہجرت سے دو تین سال پہلے حضرت خدیجہ فوت ہوگئی تھیں ہجرت کے بعد آپ کی حضرت عائشہؓ سے شادی ہوئی جو حضرت خدیجہ سے عمر کے لحاظ سے بھی جوان تھیں، خوبصورت بھی تھیں اور دین کا علم رکھنے والی بھی تھیں۔ آپ کا نکاح تو مکہ میں ہی ہو گیا تھا لیکن رخصتانہ مدینہ میں جا کر ہوا۔ پھر آپ کی اور بھی بیویاں تھیں وہ حضرت خدیجہ سے عمر کے لحاظ سے جوان بھی تھیں اور ان کے خاندان کی نسبت معزز خاندانوں کی لڑکیاں تھیں لیکن اس کے باوجود حضرت خدیجہؓ کی وہ قربانی آپ کو ہمیشہ یاد رہتی۔ حضرت عائشہ کی رسول کریم ﷺ سے جب شادی ہوئی تو اس وقت رسول کریم ﷺ دنیا کی نگاہ میں بڑے نہیں تھے لیکن مؤمنوں کی نظر میں یقیناً آپ بڑی شان کے مالک بن چکے تھے دعویٰ نبوت ہو چکا تھا اور خدا تعالیٰ کا کلام آپ پر نازل ہو چکا تھا اس لئے حضرت ابوبکر نے اپنی لڑکی کسی غریب شخص کو نہیں دی بلکہ محمد رسول کریم ﷺ کو دی لیکن حضرت خدیجہؓ نے باوجود مالدار ہونے کے ایک غریب شخص سے، جس کو کسی قسم کی وجاہت حاصل نہیں

تھی شادی کرنا منظور کر لیا۔ پس ان دونوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ پھر آپؐ مدینہ تشریف لے گئے تو خدا تعالیٰ نے آپ کو دنیوی شان بھی عطا کی آپ میں شاہانہ باتیں نہیں پائی جاتی تھیں مگر اس میں شبہ نہیں کہ مدینہ میں جن عورتوں سے آپ کی شادیاں ہوئیں ان کے اور ان کے متعلقین کے سامنے آپ کی ظاہری شان بھی قائم ہو چکی تھی لیکن حضرت خدیجہؓ نے محض دین کی خاطر آپ سے شادی کرنا منظور کیا۔ یہ ایک ایسی چیز تھی جسے رسول کریم ﷺ اپنی عمر بھر نہیں بھلا سکے۔ حضرت عائشہ نوجوان بھی تھیں، خوبصورت بھی تھیں، دیندار بھی تھیں، ان کا باپ آپ کا سب سے زیادہ مقرب بھی تھا، ان کا اجتہاد اور فہم سب عورتوں سے بالا تھا۔ حتیٰ کہ رسول کریم ﷺ کو یہ کہنا پڑا کہ آدھا دین تم عائشہؓ سے سیکھو۔ [۳] لیکن باوجود اس کے کوئی موقع ایسا نہیں آتا تھا کہ آپؐ فرماتے خدیجہؓ کی یہ بات تھی۔ خدیجہؓ کی وہ بات تھی۔ حضرت عائشہ کے دل میں اکثر یہ خیال آتا کہ وہ دیندار بھی ہیں عالم بھی ہیں نوجوان بھی ہیں، پھر آپؐ کی خدمت گار بھی ہیں اور خدیجہؓ عمر میں آپ سے بڑی تھیں جب شادی ہوئی تو ان کی عمر آپؐ کی عمر سے پندرہ سال زیادہ تھی پھر آپ بار بار ان کا نام کیوں لیتے ہیں۔ چنانچہ ایک دن حضرت عائشہؓ نے چڑ کر کہا یا رسول اللہ! آپ ہر وقت خدیجہ خدیجہ کیوں کرتے رہتے ہیں کیا خدا تعالیٰ نے آپ کو ان سے زیادہ خوبصورت، ان سے زیادہ نوجوان اور ان سے زیادہ خدمت گار بیویاں نہیں دیں؟ آپ نے فرمایا عائشہؓ تم جانتی نہیں کہ خدیجہ کے اندر کیا نیکی تھی اور اس نے کس طرح میری خدمت کی۔ [۴] اس کی یہی وجہ تھی کہ حضرت خدیجہؓ نے رسول کریم ﷺ کا نور اس وقت دیکھا جب کوئی اور دیکھنے والا نہیں تھا، انہوں نے آپ پر اس وقت ساری دولت قربان کی جب کوئی دوسرا آپ کے لئے ایک پیسہ بھی خرچ کرنے والا نہیں تھا۔ حتیٰ کہ احادیث میں آتا ہے ایک دفعہ رسول کریم ﷺ مجلس میں بیٹھے تھے اور عورتوں کو سبق دے رہے تھے کہ حضرت خدیجہؓ کی کوئی بہن مجلس میں آئیں ان کی آواز حضرت خدیجہ کی آواز سے بہت حد تک ملتی تھی۔ حضرت خدیجہؓ مکہ میں ہی ہجرت سے قبل فوت ہو چکی تھیں اور آپؐ مدینہ میں بیٹھے عورتوں کو وعظ فرما رہے تھے کہ اتنے میں وہ آئیں۔ اور انہوں نے کوئی بات کہی۔ اب باوجود اس کے کہ حضرت خدیجہؓ کی وفات پر سات آٹھ سال گزر چکے تھے اور باوجود اس کے کہ اسلام کی تعلیم کے مطابق مُردے دوبارہ اس دنیا میں نہیں آتے اس کی آواز سنتے ہی آپ کی حالت یوں ہو جاتی ہے کہ جیسے کوئی شخص دنیا سے کھویا جاتا ہے۔ آپ نے

بے تاب ہو کر کہا میری خدیجہ میری خدیجہ اتنے میں وہ آپ کے سامنے آگئیں تو آپ کو معلوم ہوا کہ وہ حضرت خدیجہؓ کی بہن ہیں۔ تب آپ نے فرمایا اے میرے اللہ مجھے کیا ہو گیا یہ تو فلاں عورت ہے ۵؎ گویا حضرت خدیجہؓ کی وفات سے آٹھ سال بعد بھی ان کی آواز سے ملتی جلتی آواز سن کر ان کی خوبیوں کی یاد تازہ ہو گئی۔ یہ وہی چیز تھی جو حضرت خدیجہؓ کی ابتدائی قربانیوں کے نتیجہ میں آپ کے دل میں پیدا ہوئی۔

پس شادیاں دین تک رکھنی چاہئیں۔ پھر یہی نہیں کہ صرف ایک فریق اس کا لحاظ رکھے بلکہ فریقین کو ایسا کرنا چاہئے۔ رسول کریم ﷺ فرماتے ہیں کوئی شخص شادی کرنا چاہتا ہے حسن کی خاطر، کوئی شادی کرنا چاہتا ہے عزت وجاہ کی خاطر، کوئی شادی کرنا چاہتا ہے بلند وپست کی خاطر اور کوئی شادی چاہتا ہے جائدادوں کی خاطر لیکن عَلَیْکَ بِذَاتِ الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَدَاکَ ۶؎ اے میرے ماننے والے! تو کسی دیندار عورت کی تلاش کر۔ تیرے ہاتھ مٹی سے بھریں۔ تَرِبَتْ یَدَاکَ پیار کے الفاظ ہیں۔ ہمارے ملک میں بھی عورتیں اپنے بہن بھائیوں سے مذاق کی کوئی بات کریں۔ تو کہتی ہیں کالا منہ۔ اب یہ کالا منہ بدبخت کے معنوں میں استعمال نہیں کیا جاتا بلکہ پیار کی وجہ سے بولا جاتا ہے۔ اسی طرح عربوں میں بھی تَرِبَتْ یَدَاکَ پیار اور محبت کے الفاظ تھے۔ رسول کریم ﷺ نے بھی انہیں معنوں میں یہ الفاظ استعمال کئے ہیں۔ کہ تیرے ہاتھ مٹی والے ہوں تو دین کی خاطر شادی کر۔ مگر ایسا کرنا فریقین کے لئے ضروری ہے جیسا کہ میں نے بتایا ہے بعض لوگ اس سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں یعنی غرض تو ان کی حصول جاہ ہوتی ہے یعنی کہتے یہ ہیں کہ لڑکا دیندار ہے یا لڑکی دیندار ہے حالانکہ کیا ایک غریب لڑکا یا ایک غریب لڑکی دیندار نہیں ہو سکتے حضرت خدیجہؓ کا واقعہ دیکھ لو یہاں ایک غریب لڑکے نے ایک مالدار عورت سے شادی کی خواہش نہیں کی بلکہ ایک مالدار عورت نے ایک غریب لڑکے سے شادی کی خواہش کی ہے اگر غریب امیر سے شادی کی خواہش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ وہ تقویٰ اور دین کی خاطر ایسا کر رہا ہے تو وہ لوگوں کو دھوکا دینا چاہتا ہے لیکن امیر کا غریب کو چُننا نیکی ہے۔

پس شادیوں کے وقت ان امور کو مدنظر رکھنا بڑی نیکی ہے اور یقیناً موجب برکت ہے اور پھر اگر اسے قائم رکھا جائے تو اس سے نیک نتائج نکلتے ہیں۔ رسول کریم ﷺ نے فرمایا ہے نیکی کا نتیجہ نیک نکلتا ہے بشرطیکہ اسے ہمیشہ قائم رکھا جائے۔ ۷؎

آج مجھے اس بات سے خوشی ہے کہ ایک طرح ایک ہی خاندان میں تھوڑے ہی عرصہ میں

یہ دوسری شادی ہے جس میں ایک مبلغ سے تعلقات پیدا کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ یعنی یہ لڑکی جس کے نکاح کا میں اعلان کرنا چاہتا ہوں بھائی عبدالرحیم صاحب کی نواسی ہے اور اس سے قبل ان کی دوسری لڑکی کے سوتیلے بیٹے ڈاکٹر بدرالدین احمد صاحب نے باوجود اس کے کہ وہ مالدار شخص ہیں اور اڑھائی تین ہزار روپیہ آمد پیدا کر رہے ہیں اپنی لڑکی کے لئے مبلغ کو چنا ہے اور مبلغ کو پچاس ساٹھ روپیہ ملتے ہیں۔ پس موجودہ افسوس ناک حالات کے باوجود یہ نہایت نیک نمونہ ہے جو ڈاکٹر بدرالدین احمد صاحب نے دکھایا ہے اور اس موقع پر بھی اگرچہ یہ نسبتاً پہلے واقعہ سے کم درجہ رکھتا ہے ایک مبلغ سے تعلق پیدا کرنے کی خواہش نمایاں پائی جاتی ہے اور یہ ایک نیکی کی بات ہے بشرطیکہ اس سے دوسرے لوگ بھی فائدہ اٹھائیں اور شادیوں کو اپنی دنیاداری کے چھپانے کا ذریعہ نہ بنائیں۔

۱؎
۲؎ بخاری باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔
۳؎
۴؎
۵؎
۶؎ بخاری کتاب النکاح باب الاکفاء فی الدین
۷؎